اظہارِ حق

(مولوی) سمیع اللہ خاں فاروقی

جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

ایک محقق انسان کے نزدیک اس چیز کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا کہ فلاں بات کو ماننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے یا فلاں بات کے قائلین میں بڑے بڑے امراء اور اکابر شامل ہیں۔ بلکہ ایک محقق صرف اس بات کو مان سکتا ہے جس کی دلائل و براہین تصدیق کریں۔

الہام کے بعد عقل ہی ایک ایسی چیز ہو سکتی ہے جس پر مسائل کی تحقیق کا مدار رکھا جا سکتا ہے۔ محض جذبات کو اپیل کرنے سے نہ کبھی کوئی صحیح نتیجہ نکلا ہے اور نہ نکل سکتا ہے۔ اس لئے ہم اصولاً دلائل کو ہی معیار دے سکتے ہیں اور تدبر و تفکر کو ہی حق و صداقت کے پرکھنے کا ذریعہ سمجھنے پر مجبور ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ایک گروہ نبی و رسول کہتا ہے۔ مسیح موعود و مہدی مسعود قرار دیتا ہے مگر دوسرا انہیں کافر و گمراہ جانتا ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج گردانتا ہے۔ ہم آج خالی الذہن ہو کر اس مسئلہ پر غور و فکر کرنا چاہتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ فی الحقیقت مرزا صاحب کا درجہ مذہبی دنیا میں کیا ہے؟ آیا وہ اپنے دعویٰ اور اپنے متبعین کے خیال کے مطابق

فی الواقعہ نبی یا رسول ہیں اور کیا سچ مچ کوئی مہدی یا مسیح آنیوالا ہے اور اگر واقعی آنے والا ہے تو کیا مرزا صاحب ہی اس مقام کے مستحق ہیں یا کیا مرزا صاحب کے مخالفین ہی راہِ راست پر ہیں۔ اور ان کا دعوٰے نبوت و رسالت غلط و بے بنیاد ہے۔ اور اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ؟ یا کیا ان دونوں گروہوں کے بین بین کوئی تیسرا راستہ ہے جس سے ایک علیحدہ رائے قائم کی جاسکتی ہو۔

بہرحال ہم ان مسائل پر غیر جانبدارانہ طریق سے تنقید کریں گے اور پھر دیکھیں گے کہ اصلیت و واقعیت کیا ہے۔

مسلمانوں کے فرقے

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں ۷۲ (بہتر) فرقے ہیں۔ لیکن اگر غور و توجہ سے دیکھا جائے تو بہتر ہی نہیں بلکہ بہتر سو سے بھی زیادہ فرقے مسلمانوں کے اندر موجود ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ ہر فرقہ باقی تمام فرقوں کو کافر اور گمراہ سمجھتا ہے۔ اس قسم کے فتووں سے مسلمانوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ شیعہ سُنی کو کافر اور خارج از اسلام کہتا ہے۔ سنی شیعہ کو گمراہ اور ضال قرار دیتا ہے یہانتک کہ بعض علاقوں میں شیعہ اور سنی کا اتنا بیر ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ دُور کیوں جایئے یہاں لکھنؤ میں مدح صحابہ کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے شیعہ اور سنی کی جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔ اور حکومت کو کئی مرتبہ دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنی پڑی ہے۔

پھر کیا شیعہ آپس میں متحد ہیں ؟ ہرگز نہیں۔ شیعوں کے اندر

کئی فرقے ہیں اور وہ تمام آپس میں دست بگریبان ہوتے رہتے ہیں۔ یہی حال سُنیوں کا ہے۔ ان میں اتنے فرقے ہیں جن کا شمار بھی مشکل ہے جو جس سلسلہ اور خاندان سے منسلک ہے وہ اسی کے جھنڈے تلے آنے کو ذریعہ نجات تصور کرتا ہے اور باقی تمام فرقوں کو ناری قرار دیتا ہے۔ ابھی پچاس سال بھی نہیں گزرے کہ اہلحدیث اور سُنیوں میں جوتی پیزار ہو رہی تھی سُنیوں کی مسجد میں اگر کوئی اہلحدیث چلا جاتا تھا تو سُنی بھائیوں کے نزدیک مسجد ناپاک ہو جاتی تھی اور اُسے کئی کئی مرتبہ دھونا پڑتا تھا۔ لاہور کی بعض مسجدوں پر نوٹس لگے ہوئے ہیں کہ اس مسجد میں کوئی وہابی نماز پڑھنے کی غرض سے بھی نہیں آسکتا ÷ انا للہ وانا الیہ راجعون ÷

اسی طرح جماعت احمدیہ کو کافر کہا جاتا ہے اور ہمارے احمدی دوست ساری دُنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود احمدیوں کا ایک فرقہ دُوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے ÷

احمدیوں کے ساتھ ساتھ اہل قرآن کا گروہ اٹھتا ہے اور انکارِ حدیث کا علم بلند کرتا ہے۔ تمام مسلمان انہیں کافر کہتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے اندر بھی کئی فرقے ہیں اور ہر فرقہ دُوسرے فرقے کا مُنہ چڑاتا ہے۔ الغرض کفر بازی اور فتویٰ سازی مسلمانوں کا سرمایہ امتیاز ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان اب مسلمان نہیں رہا بلکہ شیعہ، سُنی، وہابی یا چکڑالوی بن گیا ہے ÷

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے اس کا نام اسلام تھا۔ کیا رسول کریمؐ شیعیت، سنیت اور وہابیت لیکر آئے تھے۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے اپنے آپ کو شیعہ، سُنی، وہابی یا چکڑالوی کے نام سے موسوم کیا؛ ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے نہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیروؤں کو ابراہیمی بننے کی دعوت دی۔ نہ جناب موسےؑ نے اپنے اُمتیوں کو موسوی قرار دیا۔ بلکہ ہر نبی نے اسلام کی جانب بلایا اور مسلم بننے کی ہدایت فرمائی۔ لیکن آج کا نبی بھی مسلمانوں کو از سرِ نو مسلم بنانے کے لئے نہیں بلکہ احمدی بنانے کے لئے آتا ہے۔

یہ مختلف نام ہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا ہے۔ قرآن پاک اور اسلام کی مقدس روایات سے اہل سنت، اہلحدیث، اہل قرآن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ یہ تمام نام بدعی و خودساختہ ہیں۔ اور یہی تفرقہ بازی اور فرقہ سازی کی بنیاد ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مسلمان اگر نفاق اور تشتت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں باہمی تکفیر کے ساتھ ہی اس قسم کے بدعی ناموں سے اجتناب کرنا پڑے گا۔ ورنہ یاد رکھیں۔ کہ دنیا میں وہ عزت و ناموس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں رہیں گے اور دشمن ان کی فرقہ بازی

اور دھڑا بندی سے فائدہ اٹھا کر انہیں ملیا میٹ کر دیگا۔

مرزا صاحب کا مشن

آؤ اب ہم پرکھیں کہ مرزا صاحب کا مشن کیا تھا۔ اور انہوں نے جو دعاوی دنیا کے سامنے پیش کیئے۔ ان میں کہاں تک صداقت ہے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کی تعداد تو بہت کثیر ہے۔ (۱) ان میں سے اکثر ایسی ہیں جو گھریلو معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ان کی صداقت کو پرکھنا ہمارے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

(۲) ان میں سے بعض ایسی ہیں جن کا تعلق مرزا صاحب کے احباب یا مریدوں سے ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کے دوستوں یا تابعداروں کی شہادت غیر جانبدارانہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہم ان پر بھی کوئی صحیح رائے قایم کرنے سے قاصر ہیں۔

(۳) بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں۔ جس کا صحیح مطلب خود مرزا صاحب بھی نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے ان کے متعلق بھی رائے زنی کرنا قطعاً بے سود و بے معنی ہے۔

(۴) بعض پیشگوئیاں ایسے وقت میں شائع کی گئیں جب کہ نتیجہ نکل چکا تھا۔ اس لئے ایک مخالف انہیں بھی بناوٹی اور وضعی قرار دے سکتا ہے۔ اس لئے ہم ان کے متعلق بھی تحقیق کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

(۵) بعض پیشگوئیاں مبہم الفاظ میں ہیں۔ اس لئے ہم ان کو

بھی نظر انداز کرتے ہیں ؛

(۶) بعض پیشگوئیوں میں وقت یا زمانہ کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ اس لئے ان کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا بھی مشکل ہے ؛

(۷) بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں جن کی نسبت قرائن پہلے ہی سے موجود تھے۔ اس لئے ان پیشگوئیوں کو ہم الہامی کی بجائے عقلی پیشگوئیاں کہنے میں زیادہ حق بجانب ہوسکتے ہیں ؛

(۸) بعض پیش گوئیاں ایسی بھی ہیں جو حیرت انگیز طریق پر پوری ہوئی ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایک شخص کئی کئی سال پہلے ایسی محیر العقول باتیں کہدے جن کی نسبت بظاہر کوئی قرائن بھی موجود نہ ہوں۔ لیکن ہم ان پیشگوئیوں کا ذکر کرنے سے پہلے مناسب سمجھتے ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت پر مختصر سی بحث کردیں ؛

مسئلہ ختم نبوّت

قرآنِ حکیم واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔ اور قرآن خدا تعالیٰ کی آخری وحی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برخلاف تمام کتبِ سماویہ کے اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔ کہ "انا نحن نزلنا الذکر و انا لہٗ لحافظون"

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قریباً تمام مسلمان کسی نہ کسی طریق سے ختم المرسلینی کے منکر ہیں۔ مثلاً اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر باین جسدِ عنصری تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور آپ قیامت کے قریب پھر اُتریں گے وغیرہ وغیرہ ۔

حضرتِ مسیحؑ کی بعثتِ ثانی ختم المرسلینی پر ایک کاری ضرب ہے جب جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا تو حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا بھی قرینِ قیاس نہیں ہو سکتا لیکن اہلِ سنت والجماعت حضرات بشدت اپنے اس عقیدہ پر قائم ہیں جس کے معنے صاف یہ ہیں کہ وہ جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر یقین نہیں رکھتے ۔

برخلاف اس کے مرزا صاحب کا مذہب یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

۵ ابنِ مریم مرگیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

اور اب وہ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ چنانچہ اس کے متعلق مرزا صاحب کا قول ہے کہ ؎

کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقان نے بھی بتلایا نہیں

لیکن ان احادیث کو حجت مانتے ہوئے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا ذکر ہے آپ اپنے آپ کو مسیح موعودؑ کہتے ہیں اور اُن کا دعوے ہے کہ آنیوالا مسیح میں ہوں ؛

ظاہر ہے کہ جس طرح مسیحؑ ناصری کی بعثتِ ثانی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے خلاف ہے اسی طرح مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت بھی ختم المرسلینی کے عقیدہ کے مخالف ہے۔ اور اس باب میں احمدی اور غیر احمدی دونوں برابر کے مجرم ہیں۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پُرانے نبی کے آنے سے آپ کا خاتم المرسلین ہونا باقی نہیں رہ سکتا۔ قِصّہ مختصر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پُرانے نبی کے آنے کے متعلق عقیدہ رکھنا قرآنِ مجید کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے ؛

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو جانا۔ خدا تعالےٰ کے فیوض و اکرام

کے بند ہو جانے کے مترادف ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ انبیاءؑ و رسل کا نامتناہی سلسلہ جاری رہیگا۔ اور جب کبھی دنیا میں گمراہی یا اِثم و عدوان کا دَور دَورہ ہو گا خدائے تعالےٰ کے بشیر و نذیر دنیا میں تشریف لاتے رہیں گے۔ اور نبوت کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا ۔

غالباً اہل سنت والجماعت بھی اس امر کے قائل ہیں کہ اللہ تعالےٰ قیامت تک اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا رہے گا۔ لیکن کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا کیونکہ شریعت مکمل ہو چکی ہے۔ اور تکمیل شریعت کے بعد کسی نئی شریعت کا آنا قرین مصلحت نہیں ہو سکتا ۔

احمدی حضرات بھی ملتے ہیں کہ قرآن کریم میں مکمل شریعت موجود ہے۔ وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ مانتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خود احمدیوں کا ایک گروہ مرزا صاحب کو نبی نہیں بلکہ مجدد مانتا ہے مرزا صاحب کے اپنے کلام میں بھی ایسی باتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آپ بھی اپنے آپ کو رسول نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں : ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

ہاں ملہم استم و از خداوند منذرم

آپ کا یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ آپ مستقل نبی نہیں ہیں بلکہ بطور ظل و بروز کے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :- ؎

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اَے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پھر فرماتے ہیں :- ؎

وُہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

خود مرزا صاحب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم المرسلینی کے قایل تھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دِل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک وبدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں

اسی طرح آپ فرماتے ہیں "اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بہ برکتِ پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھکو ہے"۔ الغرض مرزا صاحب رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تسلیم کرتے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا صاحب خود رسُولِ مقبولؐ کی ختم المرسلینی کے قایل تھے تو پھر آپ نے نبوت و رسالت کا دعوےٰ کیوں کیا، جہانتک غور کیا جاتا ہے۔ یہ سوال بالضرور وزنی ہے۔

لیکن مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کا جواب بھی کچھ کم قابلِ توجہ نہیں ہے۔ احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء میں بلند ترین رتبہ رکھتے ہیں۔ اس لئے حضورؐ کے متبعین میں غیر تشریعی۔ اُمتی۔ ظلی اور بروزی نبی ہوتے رہینگے۔ وہ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں وہ مشہور حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہونگے"۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری اُمت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے تو اس حالت میں مرزا صاحب کا اپنے آپ کو نبی کہنا قابلِ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اس دعویٰ کے ثبوت میں احمدی حضرات مرزا صاحب کے الہامات اور پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض پیشگوئیاں واقعی محیر العقول ہیں۔ جنہیں ہم درج ذیل کرتے ہوئے علمائے اسلام سے دریافت کرتے ہیں کہ ایک معمولی انسان جس کا خدائے تعالےٰ سے کوئی تعلق نہ ہو کیونکر بعض آنے والے واقعات کی خبر کئی کئی سال پیشتر دے سکتا ہے۔

ہم علمائے اسلام کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ جذبات سے قطع نظر فرماتے ہوئے دلائل سے ثابت کریں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں کا ظہور کسی ایسے انسان سے کیونکر ہو سکتا ہے جو اپنے دعویٰ میں سچا نہ ہو۔

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

(۱) ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب صاحب بٹالوی مرنے سے پہلے میرا مومن ہونا تسلیم کرینگے۔ اس پیشگوئی کے پورے بیس برس بعد ۱۹۱۴ء میں جبکہ مرزا صاحب کو فوت ہوئے چھ برس گزر چکے تھے گوجرانوالہ کی ایک عدالت میں بیان دیتے ہوئے تسلیم کرلیا کہ فرقہ احمدیہ بھی قرآن اور حدیث کو مانتا ہے اور ہمارا فرقہ کبھی ایسے فرقے کو جو قرآن اور حدیث کو مانے کافر نہیں کہتا۔

(دیکھو مقدمہ نمبر ۱۳۰ بعدالت لالہ دیوکی نند مجسٹریٹ درجہ اول)

واضح رہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرزا صاحب کے سخت مخالف تھے حتیٰ کہ آپ نے مرزا صاحب پر کفر کے فتوے لگائے ہیں اس زمانہ میں مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ مولانا موصوف وفات سے قبل میرا مومن ہونا تسلیم کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مولوی صاحب کو عدالت میں یہ بیان دینا پڑا۔ کہ انکا فرقہ جماعت مرزائیہ کو مطلقاً کافر نہیں کہتا۔ یہ ایک ایسا بدیہی نشان ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا۔

(۲) پنڈت لیکھرام کی وفات کی مرزا صاحب نے پیشگوئی کی اور کہا کہ "عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی" یعنی لیکھرام کی وفات اور عید کا دن متصل ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور پنڈت لیکھرام عید کے دوسرے دن مقتول ہوئے۔ یقیناً یہ بات انسان کے بس کی نہیں ہے۔ ایک شخص عرصہ پہلے یہ کہدے کہ فلاں شخص فلاں موقعہ

پر قتل ہوگا۔ اور پھر ایسا ہی ہو۔ یقیناً اس قسم کے واقعات انسانی عقل سے بہت بالا ہیں +

(۳) ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو لاہور میں جلسہ مذاہب ہونیوالا تھا۔ جس میں دوسرے مذاہب کے نمایندوں کے علاوہ مرزا صاحب نے بھی تقریر کرنی تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو مرزا صاحب کو بقول ان کے اللہ تعالیٰ سے اطلاع ملی کہ ان کا مضمون سب سے بلند رہیگا۔ چنانچہ اسی روز آپ نے اشتہار کے ذریعہ اعلان بھی کر دیا کہ ہمارا ہی مضمون غالب رہیگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب رہا۔ اور سول ملٹری گزٹ پنجاب، اوبزرور اور دوسرے اخباروں نے صاف صاف لکھدیا کہ مرزا صاحب کا مضمون بہت بلند تھا۔ خود صدر جلسہ نے جلسہ کی کارروائی کی جو رپورٹ مرتب کی اس میں بھی اس مضمون کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔

یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جنہیں اتفاقی کہا جائے۔ ایک شخص کئی روز پہلے یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کا مضمون سب پر بازی لیجائے گا۔ حالانکہ دوسرے مقرر بھی کچھ کم پایہ کے لوگ نہ تھے۔ بالضرور اس میں تصرفِ الہٰی کے کرشمے نمودار ہیں +

(۴) ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کو آپ نے رؤیا دیکھا۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا۔" یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ نادر خاں ابھی بچہ ہی ہوگا۔ اور اسوقت دنیا کے تمام بادشاہوں میں کوئی نادر شاہ بادشاہ نہ تھا۔ لیکن حیرانی ہے کہ بعد میں ایک شخص غیر متوقع طور پر نادر خاں سے نادر شاہ بنا اور وہ طبعی موت سے بھی نہ مرا بلکہ ایسے طریق سے قتل

ہوا کہ اس وقت ہر زبان پر یہی الفاظ جاری تھے کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"

یہ اس قسم کی باتیں ہیں جنہیں کوئی انسان قرائن سے نہیں سمجھ سکتا اور بغیر تصرفِ الٰہی کے سنہ ۱۹۳۰ء میں ہونیوالے ایک واقعہ کی خبر سنہ ۱۹۰۵ء میں دینا ناممکن ہے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس اطلاع خدا تعالیٰ کا تصرف کام کر رہا تھا

(۵) مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے غلبت الروم فی ادنی الارض الخ۔ اور یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ اگر تصرف الٰہی کام نہیں کرتا تو یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص عرصہ پہلے ایک ایسی بات کہدے جس کے حصول میں اسے مطلق کوئی دسترس حاصل نہ ہو اور پھر وہ بات بجنسہٖ پوری بھی ہو جائے۔ روم کے معاملہ میں مرزا صاحب یا آپ کی جماعت کو ذرہ بھر بھی دخل حاصل نہ تھا۔ روم کے مغلوب ہونے میں مرزائیوں کا کچھ بھی ہاتھ نہ ہو سکتا تھا اور پھر مغلوب ہونے کے بعد دوبارہ غلبہ حاصل کرنے میں بھی مرزائیوں کی کوئی طاقت بروئے کار نہ آسکتی تھی۔ لیکن اس کامل بے بسی کے عالم میں محولہ بالا پیشگوئی کی گئی جس نے تھوڑا ہی عرصہ بعد پوری ہو کر لوگوں کو محوِ حیرت کر دیا

(۶) دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء میں آپکو اطلاع ملتی ہے۔ کہ "میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کرینگے"

اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو۔ اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اسوقت موجودہ خلیفہ ابھی بچے ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی گئی تھی۔ بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت اکثریت نے حکیم نورالدین صاحب کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ جس پر مخالفین نے محولہ صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا۔ لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیرالدین محمود احمدؐ خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے ×

خود مرزا صاحب کے وقت میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی خلیفہ نورالدین صاحب کے وقت میں بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریبًا دنیا کے ہر خطہ تک پہنچ گئی۔ اور حالات یہ بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد سنہ ۱۹۳۱ء کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ بحالیکہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہ ہوئی تھیں ×

الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے انتظام کے لئے قائم کیا گیا اور اس کے ذریعہ سے جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی من وعن پوری ہوئی ×

(۷) اپریل سنہ ۱۹۰۶ء میں آپ کو اطلاع ملی کہ تزلزل در ایوان

کسریٰ فتاد"۔ اس پیشگوئی کی اشاعت سے تھوڑا ہی عرصہ بعد شاہِ ایران تخت سے معزول کئے گئے۔ اور یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

(۸) ۱۹۰۵ء میں لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ وائسرائے بہادر کے اس اقدام سے بنگالی مشتعل ہوگئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ بنگال کو دوبارہ متحد کردیا جائے۔ وائسرائے نے انکار کیا۔ بنگالیوں نے انارکی شروع کردی۔ چنانچہ صوبہ بنگال میں تشدد کا دور دورہ شروع ہوگیا۔ انارکسٹ پارٹی نے بم سازی اور بمباری شروع کردی۔ کئی انگریزوں کی جانیں ضائع ہوئیں پولیٹیکل ڈاکوؤں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ الغرض بنگال کی حالت بے حد خطرناک ہوگئی۔ لیکن وائسرائے بہادر نے صاف طور پر اعلان کردیا کہ وہ تقسیم بنگال کو ہرگز منسوخ نہ کرینگے۔ اس حالت میں کون سمجھ سکتا تھا کہ وائسرائے کا یہ حکم منسوخ ہو جائیگا اور بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی۔

مگر قارئین متعجب ہونگے کہ ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کو اطلاع ملی کہ "پہلے بنگال کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی ہوگی"۔ اس کے بعد بھی حکومت کیطرف سے یہی کہا جاتا تھا کہ اس حکم میں کوئی ترمیم نہ ہوگی لیکن ۱۹۱۱ء میں شاہ جارج پنجم ہندوستان میں تشریف لائے اور آپ نے تقسیم بنگال کو منسوخ کرکے بنگالیوں کی دلجوئی کردی۔ گویا پانچ سال بعد خود بادشاہ سلامت کے ہاتھوں مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یقیناً اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں صاحب نظر لوگوں کیلئے ایک سبق ہے اور اصحابِ دانش کے لئے غور و فکر کا موقعہ ہے۔

(۹) ۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء کو آپ نے دیکھا کہ حکام کی طرف سے ڈرانے کی

کچھ کارروائی ہوگی۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مومنوں پر ایک ابتلاء آیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایک اور اطلاع ملی کہ ؎

صادق آں باشد کہ ایامِ بلاء ٭ میگذارد با محبت با وفا

ان تمام اطلاعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالحمید نامی ایک شخص نے عدالت فوجداری امرتسر میں یہ بیان دیا کہ مجھے مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کو قتل کرنے پر متعین کیا ہے۔ اس بیان پر مجسٹریٹ امرتسر نے مرزا صاحب کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے۔ لیکن بعد میں مجسٹریٹ کو معلوم ہوا کہ وہ وارنٹ کے اجراء کا مجاز نہ تھا۔ چنانچہ اس نے وارنٹ واپس منگوا لئے۔ اور مسل گورداسپور بھجوا دی۔ جس پر صاحب ضلع نے مرزا جی کو ایک معمولی سمن کے ذریعے طلب کیا۔ یہاں خدا کا کرنا یہ ہوا کہ خود عبدالحمید نے عدالت میں اقرار کر لیا کہ عیسائیوں نے مجھ سے یہ جھوٹا بیان دلوایا تھا ورنہ مجھے مرزا صاحب نے قتل کیلئے کوئی ترغیب نہیں دی۔ مجسٹریٹ نے یہ بیان سن کر مرزا صاحب کو بری کر دیا اور اس طرح سے مذکورہ بالا اطلاعات پوری ہوئیں۔

(۱۰) امریکہ کا ایک عیسائی ڈوئی نامی جو اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ مرزا صاحب نے اس کو بہت سمجھایا کہ وہ اپنے دعویٰ سے باز آئے مگر وہ باز نہ آیا۔ بلکہ مرزا صاحب اور ڈوئی کے درمیان مباہلہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کو نقد سات کروڑ روپیہ کا نقصان پہنچا۔ اسکی بیوی اور بیٹا اسکے دشمن ہو گئے۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا اور بالآخر وہ پاگل ہو کر مارچ ۱۹۰۷ء میں فوت ہو گیا۔ اس سے پہلے اگست ۱۹۰۳ء میں مرزا صاحب کو یہ اطلاع ملی تھی کہ "اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آئیگی" چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے نہایت ذلت کے

نکالا گیا۔

اس مباہلہ اور اطلاع سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ دونوں باتیں من وعن پوری ہوئیں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسا ہونا محض ایک اتفاقی بات تھی۔ یا اس کے ساتھ خدائی امداد شامل تھی۔ حالات اس امر کا بدیہی ثبوت ہیں کہ یہ باتیں اتفاقی نہ تھیں بلکہ بتلانیوالے کا تصرف اس کے ساتھ شامل تھا۔ اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تصرفاتِ الٰہی سے کسی خائن اور کاذب کی بھی امداد ہؤا کرتی ہے۔ یقیناً یہ بات فطرۃ اللہ کے قطعاً خلاف ہے پس ثابت ہؤا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کا صحیح نکلنا ان کی صداقت پر اٹل دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱۱) مولوی کرم الدین صاحب نے مرزا صاحب کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا ایک دعویٰ گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا۔ بنائے دعویٰ مرزا صاحب کے یہ الفاظ تھے جو انہوں نے مولوی کرم الدین کے خلاف استعمال کئے تھے یعنی لئیم اور کذاب۔ عدالت ابتدائی نے مرزا صاحب کو ملزم قرار دیتے ہوئے سزا دیدی۔ لیکن مرزا صاحب کو اطلاع ملی۔ "ہم نے تمہارے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ ہم کسی اور معنے کو پسند نہیں کرتے ۔۔۔۔ ان کی کوئی شہادت قبول نہیں کی جائے گی"۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے اپیل دائر کی جس پر صاحب ڈویژنل جج نے لکھا۔ کہ کذاب اور لئیم کے الفاظ کرم الدین کے حسب حال ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کو بری کر دیا۔

(۱۲) محولہ بالا مقدمہ کے مجسٹریٹ سماعت کنندہ مسٹر آتمارام کے متعلق مرزا صاحب کو اطلاع ملی کہ آتمارام اپنی اولاد کے ماتم میں مبتلا ہوگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ بیس پچیس دن کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے اس کے دو

بیٹے وفات پا گئے۔

(۱۳) اپریل ۱۹۰۵ء میں آپ کو اطلاع ملی کہ " زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حالِ زار" یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ زار اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ روس کے کروڑہا بندگانِ خدا پر خود مختارانہ حکومت کر رہا تھا۔ لیکن چند ہی سال بعد انقلابِ روس کے موقعہ پر بالشویکوں کے ہاتھ سے زارِ روس کی جو گت بنی وہ نہایت ہی عبرت انگیز ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا خود مختار بادشاہ پائے بجولاں ہے۔ اس کے خاندان کے تمام ارکان پابند سلاسل ہیں اور باغی اپنی سنگینوں اور بندوقوں سے خاندانِ شاہی کے ایک رکن کو ہلاک کرتے ہیں۔ جب زار کے تمام بچوں اور بیوی کو باغی تڑ پا تڑپا کر مار چکتے ہیں تو زار کو نہایت بے رحمانہ طریق پر قتل کر دیتے ہیں۔

(۱۴) ۱۸۷۷ء کی بات ہے کہ مرزا صاحب نے عالمِ رؤیا میں دیکھا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ اور میں نے اُسے مچھلی کی طرح تل کر واپس کر دیا ہے۔ اس رؤیا کے بعد مرزا صاحب نے رلیا رام وکیل کے اخبار میں چھپنے کے لئے ایک مضمون بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ (مرزا صاحب کو یہ علم نہ تھا کہ پیکٹ میں خط رکھنا قانون ڈاکخانہ کی رُو سے جرم ہے) رلیا رام وکیل جانتا تھا کہ مرزا صاحب کا یہ فعل قانونی طور پر جرم ہے اور اس کی سزا پانچصد روپیہ جرمانہ اور چھ ماہ قید ہے۔ رلیا رام نے اس خط کی مخبری کر دی جس پر افسرانِ ڈاک نے مرزا صاحب پر مقدمہ چلا دیا۔ عدالت

گورداسپور سے طلبی ہوئی۔ مرزا صاحب نے وکیلوں سے مشورہ کیا۔ تو ان سب نے یہی کہا کہ سوائے جھوٹ بولنے کے کوئی چارہ نہیں ہے لیکن مرزا صاحب نے جھوٹ بولنے سے انکار کردیا۔ بلکہ عدالت میں اقبال کیا کہ یہ میرا خط ہے۔ پیکٹ بھی میرا ہے۔ میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔ مگر میں نے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ افسر ڈاکخانہ نے جو مدعی تھا۔ مرزا صاحب کو پھنسانے کی بہتیری کوشش کی لیکن اس کے دلائل کا عدالت پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چنانچہ عدالت نے مرزا صاحب کو بری کردیا ؞

اب دیکھنا یہ ہے کہ عرصہ پہلے رلیا رام کا سانپ بھیجنا اور مرزا صاحب کا اٹی ہوئی مچھلی لوٹانا اور پھر اس مقدمہ کا رلیا رام کے ہاتھ سے ہی شروع ہونا اور مرزا صاحب کا باعزت طریق پر بری ہونا اپنے اندر کوئی سبق رکھتا ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص اٹکل پچو طریق پر ایسی پیشگوئی کردے جو حرف بحرف پوری ہو کر رہے ؞

چشم بصیرت رکھنے والے لوگوں کے لئے ان پیشگوئیوں کی صداقت میں شبہ کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ بعض لوگ کیوں مرزا دشمنی میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے ہیں۔ اور ایسے شواہد کی جانب سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ جن کی تکذیب محال ہے۔ علمائے اسلام سے مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ وہ بتلائیں کہ کئی کئی سال پہلے پتہ کی باتیں کہہ دینا سوائے تائید خداوندی کے کسی اور صورت میں بھی ممکن ہے۔ اگر نہیں تو ایک ایسے آدمی کی تکفیر کرنا ازروئے اسلام کہاں تک جائز ہے ؞

(۱۵) ۱۸۸۳ء میں مرزا صاحب کو یہ خبر تواتر کے ساتھ دی گئی۔ کہ "میں تمہاری مدد کرونگا" اب دیکھنے والے یہ دیکھتے ہیں اور جاننے والے یہ جانتے ہیں کہ عیسائیوں نے بلکہ خود مسلمانوں نے آپ کے خلاف کئی مقدمے کھڑے کئے اور ہر مقدمہ میں بالآخر مرزا صاحب کو ہی فتح اور کامرانی حاصل ہوئی۔ سلسلۂ احمدیہ کے مٹانے اور درہم برہم کرنے کیلئے چاروں طرف سے حملے کئے گئے۔ مگر یہ امر واقعہ ہے۔ کہ احمدیت بڑے زور سے ترقی کرتی رہی اور کر رہی ہے ؂

جن دنوں میں محولا بالا پیشگوئی کی گئی ان دنوں میں مرزا صاحب کے پیرؤں کی تعداد شاید انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ ہندوستان کا شاید ہی کوئی ایسا شہر ہوگا جس میں مرزائیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے اور احرار کی شدید ترین مخالفت کے باوجود مرزائیت پھیلتی جارہی ہے ؂

(۱۶) ۱۸۹۱ء میں آپ کو اطلاع ملی۔ کہ "میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا" اس وقت بظاہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے کوئی اسباب موجود نہ تھے۔ لیکن ہم حیرت سے دیکھتے ہیں۔ کہ اس بے کسی کے عالم میں کی ہوئی پیشگوئی آج حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ اور مرزائیت دنیا کے دور و دراز ممالک میں پھیلتی چلی جارہی ہے۔ یورپ کے قریباً تمام ممالک میں مرزائی مبلغ پہنچ چکے ہیں اور بڑے بڑے لوگ مرزائیت کے حلقہ بگوش بن رہے ہیں۔ اگرچہ یہ باتیں بادی النظر میں معمولی معلوم ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کبھی

اور بے بسی کے عالم میں ایک شخص کا اتنا بڑا دعویٰ کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس وقت کون جانتا تھا۔ کہ چند سال بعد ہی مرزائیوں میں اتنی قوت وطاقت پیدا ہو جائے گی کہ وہ لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ سے اپنے مبلغ بلادِ یورپ میں بھجوا دیں گے اور پھر کون سمجھ سکتا تھا کہ بڑے بڑے لارڈ مرزائیت کو قبول کر لینگے یہ تمام باتیں دُور از فہم تھیں جو آج بڑی حد تک پوری ہو چکی ہیں اور آثار وقرائن بتلاتے ہیں۔ کہ بہت جلد یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو کر رہے گی۔ ان حالات کے مطالعہ سے فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی طاقت ہے جو کئی سال پہلے ایک ایسی بات منہ سے نکلوا دیتی ہے جو آخر کار پوری ہو کر رہتی ہے۔ کاش اہل خرد سوچیں اور علمائے اسلام دلائل عقلی سے ثابت کریں کہ کیونکر ایک کاذب ایسی ٹھکانے کی بات کہہ سکتا ہے اور پوری کمزوری کے عالم میں کس طرح ایک مفتری کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ نہائت بلند آہنگی سے اعلان کر دے۔ کہ اسے عزت اور غلبہ حاصل ہو گا۔

ہم مان لیتے ہیں۔ کہ ایک خدا کا خوف نہ رکھنے والا انسان اتنا بڑا طوفان باندھ سکتا ہے۔ لیکن کیا خدائے تعالےٰ کی یہ عادت ہے۔ کہ وہ مفتریوں اور خائنوں کی تائید اور حمائت کرے کیا خدائے تعالےٰ کذب اور زُور کی بھی سرپرستی کیا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے دعاوی اور پیشگوئیاں وضعی اور جعلی نہ تھیں۔ بلکہ وہ خدا کی طرف سے تھیں۔

(۱۷) نواب محمد علی خاں آف ملیر کوٹلہ کی بیوی ابھی تندرست تھیں

کہ مرزا صاحب کو انکی وفات کی اطلاع ملی اور اس کے ساتھ ہی دکھلایا گیا۔ کہ "دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ" اس کی اطلاع نواب صاحب کو دی گئی۔ خدا کی قدرت کوئی چھ ماہ بعد بیگم صاحبہ کو سِل کا عارضہ لاحق ہو گیا اور آپ کچھ عرصہ بعد وفات پا گئیں۔

ظاہر ہے کہ سِل کا مرض نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے اور اس مرض کا مریض دردناک دکھ میں مبتلا ہو کر راہئی ملک عدم ہوتا ہے۔ بیگم صاحبہ کی صحت کی حالت میں اس قسم کی اطلاع کی اشاعت یقین کامل کے بغیر ناممکن ہے اور یقین کامل خدا پر مضبوط ایمان اور اس کی جانب سے حتمی اطلاع کے بغیر محال ہے۔ ان تمام واقعات سے یہ امر سُورج کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو شرح صدر حاصل تھا اور آپ کو مخاطبہ و مکاشفہ کا شرف حاصل تھا۔

کون بدبخت کہہ سکتا ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھنے والا بھی دنیا میں کامیاب و بامراد ہو سکتا ہے اور اس کا سلسلہ روز افزوں ترقی کر سکتا ہے سلسلۂ احمدیہ کی مسلسل ترقیاں اور اس جماعت کی پیہم کامیابیاں اس امر کی روشن دلیل ہیں۔ کہ نصرت الٰہی ان کے ساتھ ہے۔ خود مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

محولا بالا شعر ہی بتلاتا ہے کہ مرزا صاحب کو خدائے تعالےٰ پر کامل توکل اور پورا بھروسہ تھا ورنہ جس کی طبیعت کے اندر گندگی

اور پلید گی ہو اُسے کیونکر جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اعلان کرے۔ کہ نصرتِ الٰہی گندوں کے لئے نہیں بلکہ پاک بازوں کے لئے ہے ؛
الغرض اس قسم کی بیسیوں پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوئیں۔ اور جن کے اندر عظیم الشان نشانات موجود ہیں۔ ان واقعات کے متعلق اس امر کا اقرار ناگزیر ہے کہ مرزا صاحب کو ضرور اللہ تعالےٰ ہم کلامی کا شرف حاصل تھا ؛

ایک حیرت انگیز واقعہ

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ "اگر کوئی مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے" یعنی بیمار اور مسافر بحالتِ مرض یا بصورتِ سفر روزہ نہ رکھے بلکہ رمضان کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ لے۔ خدا تعالےٰ کی جانب سے اس رعایت کا فائدہ نہ اُٹھانا کفرانِ نعمت کے مترادف ہے ؛
مرزا صاحب اور آپ کی جماعت خدائے تعالےٰ کی طرف سے دی ہوئی اس رعایت سے پورا فائدہ حاصل کرنے کے حق میں ہے۔ جبکہ عام مسلمان اللہ تعالےٰ کی طرف سے دی ہوئی اس سہولت سے استفادہ کرنا غیر ضروری سمجھتے ہیں ؛

سنہ ۱۹۰۸ء کے رمضان میں مرزا صاحب امرتسر تشریف لائے اور آپ نے بندے ماترم ہال میں ایک لیکچر دیا۔ (مرزا صاحب کو محولہ بالا ارشاد باری کے تحت روزہ نہ تھا) اثنائے لیکچر میں آپ کے کسی مرید نے چائے کا پیالہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے ہاتھ سے پرے ہٹا دیا۔ چند منٹ بعد پھر اسی یا کسی دوسرے مرید نے آپ کے سامنے چائے کا پیالہ پیش کیا۔ تو غالباً آپ نے اس خیال سے منہ سے لگا لیا۔ کہ مجمع عام سے ڈر کر خدا کے ایک حکم سے روگردانی جائز نہیں ؛

جب مرزا صاحب نے چائے کا پیالہ منہ سے لگایا تو امرتسر کے مسلمان بھڑک اُٹھے۔ شورِ محشر برپا ہو گیا۔ خشت باری شروع ہو گئی اور لوگ مرزا صاحب پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کے مریدوں نے آپ کو حلقہ میں لے لیا۔ پولیس بھی موقعہ پر پہنچ گئی اور آپ صحیح وسالم قیامگاہ پر پہنچ گئے ؛

دوسرے برس عین ماہِ رمضان کے اندر امرتسر میں اس قدر ملیریا پھیلا کہ شاید ہی کوئی انسان اس کی زد سے بچا ہو مسلمان ماہِ صیام میں بازاروں اور کوچوں میں بیٹھ کر حقہ نوشی کرتے تھے اور سوائے چند

انسانوں کے (جو شاید تندرست ہوں) باقی تمام مسلمان بے روزہ تھے ×

اس واقعہ نے مسلمانانِ امرتسر کو گویا مجبور کر دیا کہ وہ خدا کی دی ہوئی محولا بالا رعائیت سے استفادہ کریں - اور اگر چشمِ بصیرت رکھتے ہوں تو سوچیں کہ علیم کل خدا نے جو رعائیت عطا فرمائی ہے۔ اس سے فائدہ حاصل کرنا ہی پڑتا ہے ×

مسئلہ تکفیر

اس دور میں جب کہ اقوام و ملل کی ترقی اور زندگی کا دار و مدار اعداد و شمار پر ہے۔ مسلمانوں کا ایک گروہ مرزائیوں کو خارج از اسلام کرنے کی فکر میں ہے۔ بجالیکہ یہ لوگ اس گاندھی کے متبع ہیں جو ہندو کمیونٹی کو ہندوستان پر مسلط کرنے کے لئے اچھوتوں کو جن کو عرصۂ بعید سے جاتی سے علیحدہ کیا جا چکا ہے اور جن کو ہندو دھرم شاستروں کی رو سے ملیچھ اور ناپاک سمجھا جاتا ہے جاتی میں از سرِ نو شامل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا چکا ہے۔ آہ ے

ایک ہم ہیں کر لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنانا آتی ہے

اودھر ہمارے بعض عاقبت نا اندیش دوست مرزائیوں کو خارج از اسلام کر کے اپنی قوت اور طاقت کو کمزور کر رہے ہیں۔ اُدھر ہندو ہیں جو بچھڑے ہوؤں کو گلے لگا کر اپنی قوت و طاقت کو مجتمع کرنے کی فکر میں ہیں ؛

سیاسی لحاظ سے دورِ حاضر میں مرزائیوں کی علیحدگی ایک نہایت ہی غیر مآل اندیشانہ فعل ہے۔ آؤ! اب ہم پرکھیں کہ مقدس قرآن اس کے متعلق ہمیں کیا فتوٰے دیتا ہے:۔
لَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج
جو کوئی تم پر سلام کہے۔ تم اس کو مت کہو کہ وہ مومن نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ دلوں کے حالات کا اللہ تعالےٰ ہی واقف ہے مگر جو کوئی ظاہری علیک سلیک کا پابند ہو اسے اسلامی برادری میں شامل سمجھنا چاہیئے، ظاہر ہے کہ جماعت مرزائیہ بوجہ رسمی علیک سلیک کے مسلمانوں سے متغایر نہیں ہے۔ اور جس طرح دوسرے اسلامی فرقے آپس میں ملتے وقت السلام علیکم کہتے کہلاتے ہیں۔ اسی طرح مرزائی بھی بالالتزام پابند ہیں ؛

حدیث میں آیا ہے کہ:۔ من قال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دَخَلَ الجنۃ

یعنے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنّت کا حقدار ہو گیا۔ جماعت مرزائیہ لا الٰہ الا اللہ کی قایل ہے۔ اس لئے صحیح بخاری کی اس مشہور حدیث کے مطابق انہیں خارج از اسلام قرار دینا اسلامی تعلیم کے سراسر مخالف ہے۔ کتب حدیث میں یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ جس میں ننا نوے وجہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی ہو اُسے بھی کافر نہ کہنا چاہیئے۔

جماعت مرزائیہ خدائے واحد کو مانتی ہے۔ ملائک پر یقین رکھتی ہے۔ آسمانی صحائف کی قائل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں و نبیوں پر ایمان رکھتی ہے اور قیامت کو برحق سمجھتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان میں بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں جن پر چلنے کی مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ یہ جماعت جملہ ارکان اسلام حج۔ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ کی قایل ہی نہیں بلکہ ان پر عمل پیرا ہے۔ اور اس کے اندر وہ خوبیاں موجود ہیں جو مسلمان کا طغرائے امتیاز ہو سکتی ہیں۔

صحیح مسلم میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ

نے فرمایا۔ کہ جو گواہی دے اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اور محمدؐ پیغمبر ہے اللہ کا۔ تو اللہ نے اس پر دوزخ حرام کر دیا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کی بندگی کرے کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے۔ فرض نماز پڑھے۔ فرض روزے رکھے اور فرض زکوٰۃ دے۔ وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی۔ وہ خدا کی امان میں آ گیا۔

اِن احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کو ماننے رسول اللہؐ پر ایمان لانے۔ فرائض کی ادائیگی۔ بلکہ روزانہ ایک نماز پڑھنے سے ہی اللہ کی امان حاصل ہوتی ہے۔ پھر کیا جس سے بہشت کا وعدہ کیا جائے اور جسے اللہ اپنی امان میں لے اُسے کافر کہنا جائز ہو سکتا ہے؟

ایک حدیث میں یہاں تک بھی آیا ہے۔ کہ

جو کوئی مسلمان کی تکفیر کرے تو وہ کفر لوٹ کر اسی

[illegible] کسی کو کافر کہنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ مبادا کفر لوٹ کر اپنے آپ پر ہی نہ آپڑے۔

الغرض موجودہ سیاسیات کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ہم کسی ایسے گروہ کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خارج از اسلام قرار دیکر اپنی قوت وطاقت کو کمزور نہ کریں۔ اور اسلام بھی ہمیں یہ سکھلاتا ہے کہ ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر کرنے سے پرہیز کریں تاکہ کفر خود ہم پر نہ لوٹ آئے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیات اعمالنا۔

ان حالات کے پیشِ نظر مسلمان علماء سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ احکام شرعیہ پر جذبات [illegible] کی تنظیم کے عالیشان مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کا بھولا ہوا سبق مسلمانوں کو پھر یاد کرائیں۔ تاکہ مسلمانوں کی ناؤ منجدھار سے نکل کر ساحلِ مراد پر پہنچ سکے۔ اور ملّت اسلامیہ کا منتشر شیرازہ ایک مرتبہ پھر مجتمع ہو سکے ؛

نذیر پرنٹنگ پریس امرتسر میں باہتمام سید مسلم حسن زیدی پرنٹر چھپی ۔

مولوی سمیع اللہ خان فاروقی پبلشر